ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

مطالعہ ادیان میں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ کا منہج واسلوب اور عصری رہنمائی

QAZI MUHAMMAD SULAIMAN SALMAN MANSOORPURI'S METHODOLOGY AND CONTEMPORARY GUIDANCE IN STUDYING RELIGIONS

*محمد شفیق خان

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

**ڈاکٹر عبد الغفار

اسسٹنٹ پروفیسر/ HOD، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

ABSTRACT:

The arguments made in this thesis prove that Qazi Muhammad Sulaiman had great expertise in Semitic and non-Semitic religions. This is the reason why he has introduced Christianity, Judaism, Parsi, Hindu, Buddhism, Sikh, Jain and Chinese religions and civilizations in a very reliable manner in his works and writings. There is a need in modern times to adopt this Methodology of Qazi Sahib and adopt a moderate attitude while working on the study of religions. Because in current era, the need and importance of this attitude becomes less and less. In Islam, there are very balanced teachings about talking with other religions and socializing with other civilizations. Now these teachings need to be expanded so that Islam's preaching right can be fulfilled. The message of Qazi Sulaiman Mansoor Puri's work on the study of religions is that we should promote understanding and dialogue and the tradition of studying religions. But in the meantime aggressive style has to be avoided and there is a need to review from a research and academic point of view. For this, it is very important to keep in mind modern laws and modern investigations.

Keywords: Qazi Muhammad; Mansoorpuri; Religions; Civilizations

برصغیر ایک کثیر السماجی اور کثیر المذاہب خطہ ہے، اس میں کئی طبقات و مذاہب موجود رہے ہیں۔ ظواہر پرستی سے لے کر سناتن دھرم تک آریہ سماجی، جین مت، سکھ مت، وشنومت، بدھ ازم، کبیر واسی، عیسائیت، قادیانیت، نیچریت، انکار حدیث، وغیرہ کئی مذاہب، نظریات اور طبقات موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں انگریزی تسلط کے باعث استشراق بھی خوب پھیلا پھولا۔

ان تمام مذاہب کے بارے میں علماء اسلام نے خوب کام کیا ان مذاہب کا مطالعہ کیا، ان کو سمجھا اور پھر ان کے مقابل اسلام کی خوبیاں اجاگر کیں۔ حضرت مجدد الف ثانی، ملا کمال، شاہ ولی اللہ دھلوی، نواب صدیق حسن خان، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ عبد الحق دھلوی، قاضی سلمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، مولانا ثناء اللہ امرت سری، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا تقی عثمانی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، پیر کرم شاہ ازھری، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور بے شمار علماء اسلام کا اس حوالے سے نام لیا جاسکتا ہے۔

تحقیق کا بنیادی سوال

عصر حاضر میں Pluristic Societies وجود میں آرہے ہیں Globalization کی وجہ سے معاشرے قریب آرہے ہیں جس کی وجہ سے مختلف مذاہب کے افراد آپس میں ملتے ہیں جس کی بنیاد پر مطالعہ ادیان کے مباحث زیر بحث آتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ برصغیر میں تکثیری سماج کا اعلیٰ نمونہ موجود ہے۔ یہاں کے ماہرین مطالعہ ادیان نے کس منہج و اسلوب میں ان مباحث کو پیش کیا ہے خصوصاً قاضی سلیمان منصور پوری کے منہج کے تناظر میں رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری 1867ء کو منصور پور سابق ریاست پٹیالہ بھارت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد قاضی احمد شاہ سے حاصل کی۔ والد ریاست پٹیالہ میں نائب تحصیلدار تھے۔ سترہ سال کی عمر میں مہندرا کالج پٹیالہ سے منشی فاضل کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے۔ اس کے بعد

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

انہوں نے ریاست پٹیالہ میں محکمہ تعلیم ،مال اوردیوانی میں ملازمت اختیار کی۔ اپنی قابلیت وصلاحیت ترقی کرتے ہوئے 1924ء میں سیشن جج مقرر ہو گئے ۔ قاضی سلیمان منصورپوری کا انتقال دوسرے حج سے واپسی پر جدہ کی بندرگاہ سے کچھ فاصلے پر بحری جہاز میں بروز جمعہ یکم محرم الحرام1349ھ / 30 مئی1930ء کو صبح گیارہ بجے ہوا۔ اُس وقت عمر قمری حساب سے64 سال اور باعتبارِ شمسی 63 سال تھی۔

قاضی سلیمان منصورپوری کی علمی وتحقیقی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔انھوں نے علوم اسلامیہ اور مطالعہ ادیان کے متعدد گوشوں پر نہایت وقیع کتب تحریر کی ہیں۔ چند معروف کتب کے نام ذیل میں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ الجمال والکمال، رحمۃ اللعالمین، اصحاب بدر، مہر نبوت، سید البشر، کے علاوہ کئی کتب عیسائیوں کے رد میں بھی لکھیں۔ جیسے استقامت، خطبات سلیمان، تائید الاسلام، برہان، وغیرہ ان میں عیسائی پادریوں کے سوالات اور ان کے مذہب کی معلومات پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ نیز مکاتیب سلیمان، مسح علی الجوربین وغیرہ بھی آپ نے تحریر کی ہیں۔ گویا آپ ایک اچھے مفسر، تاریخ دان، ماہر سیرت اور بہترین مناظر تھے۔ آپ نے عیسائی پادریوں کے علاوہ قادیانیوں اور آریاسماجیوں سے بھی مناظرے کئے ہیں۔ اسی وجہ سے قاضی سلیمان منصور پوری کو مطالعہ ادیان اور مطالعہ ادیان میں کافی درک حاصل تھا۔ ان کی کتب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے مطالعہ ادیان کے حوالے سے نہایت دلچسپ اور علمی موشگافیاں کی ہیں۔" رحمۃ للعالمین " ان کی سیرت النبی ﷺ پر مشہور کتاب ہے۔ جس میں جابجا کتب سماویہ سے استدلال کیا ہے۔ سیرت کی یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کو تین جلدوں میں تقسیم کیا ہے۔اس کے اندر مطالعہ ادیان کے جن مباحث پر گفتگو کی ہے، ان مباحث کا اجمالی تذکرہ کیا جارہا ہے۔

مطالعہ ادیان کے متعلقہ مباحث "رحمۃ للعالمین" کے تناظر میں

اس ضمن میں اہم مباحث حسب ذیل ہیں:

مسیح سے دوہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش، حضرت ابراہیمؑ کا مصر جانا،بی بی ہاجرہ سے حضرت ابراہیم کا نکاح،توراۃ سے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کی مساوات کا ذکر (حاشیہ) حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزندان اسماعیل واسحاق پر شام وعرب کو تقسیم کیا۔ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے، حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے جو چار ازواج سے تھے، فرزندانِ ابراہیم کا بحر ہند وبحر احمر پر قصی کا ذکر اور اس کی اصلاحات، قبل نبوت عرب کے مذاہب، حضرت ابراہیم قوموں کے باپ تھے،بی بی ہاجرہ کا تقرب الٰہی، سمت اور مسیحی تاریخوں میں تاریخی غلطیاں(اس ضمن میں قاضی صاحب نے ان غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جو حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش کے متعلق عیسائیوں کے یہاں پائی جاتی ہیں) مکاشفات یوحنا کی تطبیق نبی ﷺ پر (حاشیہ) اس عنوان کے تحت قاضی صاحب نے یوحنا کی کتاب مکاشفات سے جو بائبل کے آخر میں ہے۔ حضور ﷺ کا صادق وامین ہونا درج ہے، یہ بتایا ہے۔ کتاب یسعیاہ میں ہجرت کا ذکر (حاشیہ) کتاب تورات میں نبی ﷺ کی پیشین گوئی (حاشیہ) بنی اسماعیل کی نبوت کے حوالے بائبل میں (حاشیہ) حضرت مسیح کی شخصیت پر قرآن یورپ کے مختلف فرقوں کا ذکر۔

رحمۃ للعالمین کی دوسری جلد میں انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال کو بیان کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں کتابِ مقدس سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں قاضی صاحب نے ایک انتہائی اہم بحث کی ہے آیت قرآنی: ولتعلموا عدد السنین والحساب کے تحت۔ مسلم اور دیگر اقوام کی سنین وتاریخ پر یہ ایک جامع بحث ہے۔ اس لیے اس جلد کے مباحث کو ترک کیا جاتا ہے۔

تیسری جلد میں بھی کئی مباحث مطالعہ ادیان کے حوالے سے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مطالعہ ادیان سے متعلق کچھ مباحث قاضی صاحب کی ذاتی ڈائری میں ملتے ہیں۔ مطالعہ ادیان کے اسلوب وآداب قاضی سلیمان منصورپوری نے مطالعہ ادیان پر جو کام کیا اس میں روادارانہ طرز اختیار کیا اور درج ذیل نکات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ مولانا اسحاق بھٹی نے اپنی کتاب" قاضی سلیمان منصورپوری عہد، خاندان، اساتذہ ہم عصر علماء" میں لکھا ہے کہ:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

" مکالمہ کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کا ان کی کتب معروفہ سے بہ غور مطالعہ کیا جائے۔ ان کے اسلوب اظہار اور ترجیح موضوعات کو سمجھ کر اس مذہب کے پیروکار سے تحریری یا تقریری خطاب کرتے ہوئے اسلام کی تفہیم کر دی جائے۔ اس ایمان کے ساتھ کہ الہادی اللہ تعالیٰ ہے۔ تحریر یا تقریر کا ہر مخاطب اسی صورت میں استفادہ کر سکتا ہے کہ انداز تخاطب میں ایسی رواداری ہو کہ اس کا اور اس کے مذہب کے بزرگوں کا نام احترام سے لیا جائے۔ تنقید یا تضحیک نہ کی جائے۔ مخاطب کے ظرف کے مطابق دلائل دیے جائیں۔ غالباً قاضی صاحب نے یہ تحریک مکالمہ بین المذاہب ا سلیے اپنائی کہ قرآن وحدیث کا یہی تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: دوسرے مذاہب کے معبود کو برا نہ کہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشا ہوتا تو بنی نوعِ انسان ایک ہی دین پر ہوتے۔ ہر مذہب میں اس کے ماننے والوں کے لیے زینت ہے۔ ہر مذہب کی ایک شرع ہے اور اسی میں آزمائش ہے۔ کہو (اے نبی ﷺ) تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہر امت کے لیے رسول ہے، ہر قوم کے لیے ہادی۔ اور ہر ہادی ورسول نے اپنی قوم سے اپنی قوم کی زبان میں خطاب کیا۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس طرح کی ہدایات وتعلیمات ملتی ہیں کسی قوم کے شر سے بچنے کے لیے اس کی زبان سیکھو (زبان سیکھنے کے بعد ہی ان کے اعتقادات، عزائم اور اسلوب تبلیغ کا علم ہو گا) حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں ملے اپنالو۔

ایک حدیث میں پیشگوئی کے ساتھ مسلمانوں کو حکم صادر ہوا جو اہل ایران زرتشتی مذہب والوں سے متعلق ہے کہ جب ان پر غلبہ حاصل کر لو تو ان سے " اہل کتاب کا سا سلوک کرنا۔ "[1]

ان اصولوں اور اقدار کی رعایت قاضی صاحب نے مطالعہ ادیان کے حوالے سے کی ہے۔ جارحانہ اور متشددانہ رویہ سے حتی المقدور پرہیز کیا ہے۔ یہی معتدل رویہ ان کی تالیفات میں جھلکتا ہے۔ مکالمہ بین المذاہب اور مطالعہ ادیان میں قاضی صاحب نے یکساں سلوک اختیار کیا اس کی مثال آپ کی وہ تقاریر ہیں جو اب کتابی شکل میں "سید البشر" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں انہوں نے ہندومت سکھ مت وغیرہ کے اعیان کا ذکر نہایت شستہ انداز میں کیا ہے۔[2]

قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی متعدد کتب میں ہندوؤں، یہودیوں، مجوسیوں، نصرانیوں، سکھوں، جینیوں اور بدھوں کے احوال، تہذیب و تمدن اور دینی ومذہبی اور سیاسی افکار کو پیش کیا ہے۔ البتہ غیر سامی ادیان کے متعلق باضابطہ ان کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ رحمۃ للعالمین، خطبات سلیمان، استقامت، برہان، مکاتیب سلیمان اور سید البشر میں کچھ چیزیں ملتی ہیں۔ اصول تبلیغ قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی ایک اہم کتاب "خطبات سلیمان" (جو دس خطبات کا مجموعہ ہے) میں لکھا ہے کہ تبلیغ کے دو اصول ہیں "اول خود اس مذہب کے پاک نوشتوں میں تبلیغ کرنے کا حکم موجود ہو۔ دوم خود اس مذہب کے ہادی اور داعی نے اس حکم کی تعمیل کر کے دکھائی ہو، اس اعتبار سے قاضی صاحب کی تحقیق کے مطابق صرف بدھسٹ اور عیسائیت ایسے دو مذہب ہیں جن کا تبلیغی ہونا زیادہ ترگمان کیا جاتا ہے "[3]

بودھ مذہب کے حالات

قاضی صاحب کی رائے یہ ہے کہ اگر بدھسٹ کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور مہاتما گوتم کے چھ خاص شاگردوں سے لے کر اس امت کے دور اقبال کو دیکھ لیا جائے تو پتہ لگ جائے گا کہ یہ مذہب کبھی ہندوستان سے باہر غیر زبان بولنے والوں یا کسی دوسرے مذہب والوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ اس مذہب کو ہندوستانیوں کے سامنے پیش کیا گیا اور ہندوؤں ہی نے اسے قبول کیا اور بس۔ اسی وجہ سے بدھ ازم کے مصنفین کے اندر یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ بودھ ازم کوئی مذہب ہے یا خلاقی انجمن۔ آریہ سماج کا کہنا یہ ہے کہ مہاتما گوتم بھی ویدمت ہی کی حفاظت وحمایت کے لیے پیدا ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے ممکن ہوا کہ خود بدھ ازم نے کسی مستقل مذہب ہونے کا نہ دعویٰ کیا اور نہ اس میں وہ شان پیدا ہوئی۔ اس کے برعکس جب ہم مہاتما گوتم بدھ کا یہ حکم پڑھتے ہیں کہ اس نے سنسکرت زبان

کے پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی اور پالی زبان کو مقدس زبان قرار دیا تھا تب آریہ سماجیوں کا دعویٰ بالکل کمزور ہو جاتا ہے۔[4] قاضی سلیمان منصور پوری کی تحقیق یہی ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے مہاتمابدھ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ "جب ہم مہاتما گوتم بدھ کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہاتھ میں کشکول لیے ہوئے چپ چاپ ایک دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور جب گھر والے اس کشکول میں کوئی خوردنی چیز ڈال دیتے ہیں تو وہ آہستگی کے ساتھ وہاں سے چل پڑتے ہیں تو بے اختیار کہا جاسکتا ہے کہ اس اصول پر دنیا نہیں چل سکتی اور اس نامور ہستی نے جو نمونہ اپنی زندگی کا دکھلایا ہے اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہذا نتیجہ صاف ہے کہ بودھ ازم دنیا کا تبلیغی مذہب نہیں ہو سکتا" اسی وجہ سے بودھ ازم کے ایک فاضل نے اپنی کتاب بدھ میں تحریر کیا ہے کہ "بودھ ازم کی ناکامی کا سبب خود اس کے اپنے اصول تھے"[5] پتہ یہ چلا متبعین بدھ ازم کے ایک طبقہ کے نزدیک تو یہ دھرم تبلیغی ہے۔ لیکن خود متحملین بودھ کے ایک طبقہ کی رائے کے مطابق بودھ ازم تبلیغی دین نہیں ہے۔

مجوس کے حالات

قاضی سلیمان منصور پوری نے جہاں سامی اقوام وادیان کا تعارف اپنی قیمتی تحریروں میں کرایا ہے، وہیں انہوں نے غیر سامی ادیان پر بھی مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ چنانچہ وہ مجوس کے متعلق رقم طراز ہیں۔

"ایران میں نہایت قدیم زمانے سے سلطنت قائم تھی، انہوں نے تقریباً ایک ثلث کرہ ارض پر جو اس وقت آباد تھا، حکومت کی۔ حکومت سے امن، امن سے عیش وعشرت کا وجود پیدا ہوا۔ عیاشی نے دل ودماغ کو کمزور کر دیا اور ایوان سلطنت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا۔ مانی کے مذہب نے آئین قدیم کو نیست ونابود کر دیا۔ مردوزن کے طبائع میں شوریدگی وآوارگی پیدا کر دی۔ مزوک نے زن وزر وزمین پر سے ملکیت اٹھا دینے سے فحش وظلم اور طغیان وعصیان کا طوفان بپا کر دیا۔ صاحب تاج وتخت شہزادیاں اپنے افسران فوج کے جذبات حیوانی سے تختہ ہائے موت پر لٹائی گئیں۔ محرمات مدینہ کو محصنات بنائے جانے کے دلائل پسند کئے گئے۔ عصمت پاک دامنی کو ہر دو جنس کے لیے ناپاک قرار دیا گیا۔ فرہاد جیسے نمک حرام ملازم اپنے بادشاہ کے رقیب بن گئے اور شیرویہ جیسے ناخلف پسر نے ہوش بہیمیت میں باپ کا شکم چاک کر کے شیریں پر قبضہ کیا۔ سلطنت ہائے روما وایران کی عدالت قدیم اور آئے دن ایک سلطنت پر دوسری چڑھائی نے ملک کو بے چراغ بنا دیا تھا۔ اصل مذہب کا وجود باقی نہ رہا تھا۔ مقدس کتب سکندر کی تاخت وتاراج میں گم اور بے نشان ہو چکی تھیں۔ ان احوال پر قاضی صاحب کا تجزیہ یہ ہے کہ مجوس کی یہ حالت اسلام کی آغوش میں آنے سے قبل تھی۔ جب اسلام نے اس ملک کو اپنی حمایت میں لیا تھا تب نبی کریم ﷺ کی پاک تعلیمات نے اس وسیع ملک کے باشندوں کو جبر واستبداد اور فحش وظلم کے بندوزندان سے آزاد کیا"[6]

ہندو اقوام کے حالات

قاضی سلیمان منصور پوری "رحمۃ للعالمین" میں ہندوؤں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "اہل اسلام نے دریائے سندھ کے شرق میں رہنے والوں کو انڈو یا ہندو تحریر کیا ہے۔ اس ملک اور قوم کی تاریخ قدیم بالکل تاریک تھی، تاہم ایسے آثار قوی پائے جاتے ہیں کہ اس ملک میں بھی کسی زمانہ میں علم کی ترقی ہو چکی ہے"۔

ہندو قوم اور ملک ومذہب وعلم کا زوال مہابھارت کی جنگ سے شروع ہوا ہے۔ یہ جنگ کم از کم ڈیڑھ ہزار سال قبل ہوئی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سارے ہندوستان میں کوئی ایک شخص ایسا نہ رہ گیا تھا جو فریقین (کورو پانڈو) میں سے کسی ایک کا جانب دار نہ ہو۔ ہم اندازاً قیاس کرتے ہیں کہ اس وقت تک کی آبادی پانچ کروڑ تو ضرور ہو گی، مگر جنگ کا کیا نتیجہ ہوا کہ طرفین میں سے بارہ مرد زندہ رہ گئے تھے۔ فاتحین نے یہ حالت ہوش ربا دیکھی تو انہوں نے بھی جلد از جلد اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام سے چھ صدی پیشتر بدھ مذہب نے ظہور کیا۔ بدھ نے پالی زبان کو اختیار کیا تھا اور سنسکرت پڑھنے پڑھانے کی ممانعت کر دی تھی۔ ویدمت کی جگہ بودھ مت قائم ہو جانے سے قدیم مذہب کی کتابیں نیست و نابود ہو گئیں اور ان کے جاننے والے شنکر اچاریہ نے ان لوگوں سے کچھ مناظرے کیے اور اپنی علمیت کا رنگ جمایا مگر وہ 33 سال کی عمر میں مر گیا۔ اس کی مساعی کا نتیجہ صرف اتنا ہوا کہ سنسکرت کو پھر دربار میں جگہ مل گئی مگر اس کے ساتھ ساتھ غلو اور استغراق نے بھی قدم جما لیے اور حقائق و واقعات پر استعمارات کا پردہ پڑ گیا۔ قدیم کتابوں میں سے ایک کتاب مہابھارت پائی جاتی ہے مگر وہ بھی یار لوگوں کے تصرفات سے محفوظ نہ رہی۔ بیس ہزار اشلوک اس کتاب میں جعلی طور پر شامل کر لیے گئے۔ بودھ مذہب کا زور راجہ اشوک کے عہد تک رہا۔ اس کے بعد بودھ ازم روبہ زوال ہو گیا۔ بودھ ازم کے اصول، متمدن دنیا کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے۔ بھکشوؤں (گداگروں) کی لاتعداد جماعت جو بدھ مت نے تیار کر دی تھی، وہی زیادہ تر اس کے زوال اور حدودِ ملک سے انتقال کا باعث بھی ہوئی۔ گو، پُران مت نے بھی اس کے نکالنے میں بہت بڑی جد وجہد کی تھی۔ بودھ مت کے بعد ملک کی حالت بد سے بدتر ہو گئی۔ فسق و فجور اور فواحش کا دور دورہ ہو گیا، چکر انت دام مارگی، سہسر بھگ دوشنان مکتی، شاکت، نوارک آوک، ڈنڈی وغیرہ بیسیوں ایسے فرقے پیدا ہو گئے جنھوں نے اخلاق و تہذیب کو جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ فرقے تمام ہندوستان ہی میں چھائے ہوئے تھے۔ شراب، جوا، بدکاری کو مذہب کا لباس پہنا کر پوتر قرار دیا تھا۔ ہندوستان کی یہی بدترین حالت تھی" [7]

ان اقوام کی حالتِ بد تحریر کرنے کے بعد قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ "ان کو رسول اللہ ﷺ کی محبانہ و ہمدردانہ و صادقانہ وبے غرضانہ جود و رحم نے غارِ ہلاکت سے نکالا اور تمدن و حسن معاشرت وامن عامہ و عافیت کلیہ سے بہرہ اندوز فرمایا" [8]

پتہ یہ چلا قاضی سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق ہندوؤں میں بے انتہا اصرار و اغلال تھا۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ہندو دھرم ایک قدیم ترین مذہب ہے۔ جن حقائق کا ذکر قاضی صاحب نے کیا ہے وہ اس معنی میں بھی اہمیت کے حامل ہیں کہ ہندو اقوام میں آج جو مذہبی و دینی نظریہ پایا جاتا ہے وہ بہت حد تک اصل مذہب کی پیداوار نہیں ہے بلکہ ایجاد و اختراع کا سنگم معلوم ہوتا ہے۔

تعددِ ازدواج کے بارے میں دلائل پیش کرنے کا منہج و استدلال

قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب "رحمۃ للعالمین" اور "خطبات سلیمان" میں یہ بحث کی ہے کہ آج اسلام پر تعدد ازدواج کا الزام عائد کیا جاتا ہے جبکہ ہم دیگر مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہاں بھی تعدد زوجات کا ثبوت ملتا ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو قانونی اور مذہبی دونوں اعتبار سے پیش کیا ہے۔ قانونی حیثیت کا جائزہ پیش کرتے ہوئے قاضی صاحب لکھتے ہیں:

> "اس مسئلہ کا فیصلہ یورپ کے لیے اور طرح کرتا ہے اور ایشیا کے لیے اور طرح۔ ہندوستان کی تمام ہائی کورٹیں ایک سے زیادہ بیوی کی شخصیت کو قوانین دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ان مقدمات میں جو جائیداد کے متعلق ہیں۔ دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے حقوق کو بمقابلہ ان کے شوہر کے ورثا قانونی کے تسلیم کرتی ہے اور ڈگریاں جاری کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ہمیشہ مقدمات زیر دفعہ 494 تعزیرات ہند میں ایسی عورت کو جو اپنے شوہر کی دوسری یا تیسری یا چوتھی بیوی تھی، کسی دوسری جگہ شادی کر لینے سے مجرم قرار دیتی ہیں اور اس شخص کو بھی مجرم ٹھہراتی ہیں جو ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے" [9]

مذکورہ اقتباس کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ تعدد ازواج کے متعلق قانونی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے۔ آئینِ ہند کے علاوہ بھی دیگر بین الاقوامی دساتیر میں بھی تعدد زوجات کی اجازت موجود ہے۔

اس مسئلہ کا دوسرا گوشہ مذہب ہے۔ آیا مذہبی اعتبار سے اسلام کے علاوہ دیگر ادیان کا کیا موقف ہے؟ قاضی سلیمان منصور پوری نے اس ضمن میں بڑی محققانہ گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ ہندو دھرم کے داعیان کے علاوہ بھی دیگر مذہبی پیشواؤں نے متعدد شادیاں کی ہیں۔

چنانچہ انہوں نے ہندو دھرم کی مقتدا شخصیات کے حوالے سے متعدد معلومات رقم کی ہیں۔ [10]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

اسی طرح عیسائیت، یہودیت کے علاوہ دیگر ادیان کے پیشواؤں کے متعلق بھی تفصیلی گفتگو کی ہے کہ انہوں نے بھی متعدد شادیاں کی ہیں۔

ان حقائق سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ جو لوگ آج اسلام کے ازدواجی نظام پر انگشت نمائی کرتے ہیں انہیں پہلے اپنے رویوں اور تہذیبوں و مقتدا شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کرلینا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ اسلام کے اس نظام پر متشددین مستشرقین کے علاوہ ہندوستان میں بھی گاہ بگاہ یہ بحث اٹھائی جاتی رہتی ہے کہ تعدد زوجات پر پابندی عائد کی جائے۔ یقیناً یہ نرے تعصب اور اسلام دشمنی کی علامت ہے۔ جبکہ تعدد زوجات کا تصور و نظریہ تقریباً دنیا کی تمام تہذیبوں اور ادیان میں پایا جاتا ہے۔ اس یک طرفہ سوچ سے بچنے کی ضرورت ہے۔

سنین و تواریخ

قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین میں ایک بحث نہایت علمی اور انوکھی یہ کی ہے کہ متعدد اقوام وادیان کے سن و تاریخ کے جدول پیش کئے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان جدول کو سمجھنے کا طریقہ کار کیا ہے۔ جن جدول کو پیش کیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سنہ ہجری: یہ خالص قمری ہے۔ قمری ہجری سال 354 دن کا ہوتا ہے۔

جولین پیریڈ دور جولیانی) سنہ جولین پیریڈ جو 1582۔ مطابق 990ھ میں وضع کیا گیا تھا۔ اس میں سال کا پہلا مہینہ جنوری، مقدار سال 365 دن 2 گھنٹے۔

سنہ عبرانی: شروع سنہ کا پہلا دن۔ دوشنبہ۔ سال کا پہلا مہینہ قمری۔ مقدار سال 12-13 مہینے۔

نوح یا سنہ طوفان: اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ شروع سنہ کا پہلا دن، پنجشنبہ، سال کا پہلا مہینہ توت، تعداد ایام سال، 365

کل جگ: شروع سنہ کا پہلا دن، جمعہ، سال کا پہلا مہینہ بیساکھ، مقدار سال 365 دن چھ گھنٹے بارہ منٹ۔

سنہ ابراہیمی: شروع سنہ کا پہلا دن یک شنبہ، سال کا پہلا مہینہ، اکتوبر، سال کی مقدار 365 دن، چھ گھنٹے۔

بخت نصری: شروع سنہ کا پہلا دن چہار شنبہ، شروع سال کا پہلا مہینہ توت، سال کی مقدار 365 دن۔

سنہ سکندری: شروع سنہ کا پہلا دن دوشنبہ، سال کا پہلا مہینہ تشرین اول، مقدار سال 365 دن چھ گھنٹے۔

بکرمی بروشٹہ: شروع سنہ کا پہلا دن شنبہ، سال کا پہلا مہینہ بیساکھ، مقدار سال 365 دن چھ گھنٹے، بارہ منٹ۔

بکرمی قمری شمسی سال: شروع سنہ کا پہلا دن شنبہ، سال کا پہلا مہینہ چیت، مقدار سال 12-13 ماہ قمری۔

عیسوی قدیم: شروع سنہ کا پہلا دن شنبہ، سال کا پہلا مہینہ جنوری، مقدار سال 356 دن، چھ گھنٹے۔

عیسوی جدید: شروع سنہ کا پہلا دن دوشنبہ، سال کا پہلا مہینہ جنوری، مقدار سال 365 دن، 5 گھنٹے چالیس منٹ، چھیالیس سکنڈ۔

قبطی جدید: شروع سنہ کا پہلا دن جمعہ، سال کا پہلا مہینہ توت، مقدار سال 365 دن چھ گھنٹے۔

جلوس نوشیروانی: شروع سنہ کا پہلا دن شنبہ، سال کا پہلا مہینہ خرواد، مقدار سال 365 دن۔

عام الفیل: شروع سنہ کا پہلا دن یک شنبہ، سال کا پہلا مہینہ محرم، مقدار سال 354 دن، آٹھ گھنٹہ، اڑتالیس منٹ، چوالیس سکنڈ۔[11]

خلاصہ بحث

مقالہ ہذا میں جو مباحث و شواہد سے استدلالات کیے گئے، ثابت ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کو سامی اور غیر سامی ادیان میں زبردست مہارت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات و تالیفات میں عیسائیت، یہودیت، پارسی، ہندو، بودھ، سکھ، جین اور چینی مذاہب و تہذیبوں کا نہایت باوثوق انداز میں تعارف کرایا ہے۔ عصر حاضر میں ضرورت اس بات کی ہے کہ قاضی صاحب کے اس طرز کو اختیار کیا جائے اور مطالعہ ادیان پر کام کرتے ہوئے معتدل رویہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ عصر حاضر مین اس رویہ کی ضرورت واہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ اسلام میں دیگر مذاہب کے ساتھ گفتگو کرنے اور دیگر تہذیبوں کے ساتھ

معاشرت اختیار کرنے کے سلسلہ میں بہت ہی متوازن تعلیمات ملتی ہیں۔ اب ان تعلیمات کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کا تبلیغی حق ادا ہو سکے۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے مطالعہ ادیان پر جو کام کیا ہے اس کا پیغام یہی ہے کہ ہم تفاہم و مکالمہ اور مطالعہ ادیان کی روایت کو فروغ دیں۔ لیکن اس دوران جارحانہ طرز سے بچنا ہو گا نیز تحقیق اور علمی نکتہ نظر سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے عصری قوانین اور جدید تحقیقات کو مد نظر رکھنا بھی اشد ضروری ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ بھٹی، محمد اسحاق، قاضی سلیمان منصور پوری، عہد، خاندان، اساتذہ ہم عصر علماء، المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور، 2007ء، ص 284-285

[2] ۔ ایضا، ص 287

[3] ۔ قاضی سلیمان منصور پوری، خطبات سلیمان، مسلمان کمپنی، لاہور، 1355ھ، صفحہ 3

[4] ۔ ایضا، صفحہ 4

[5] ۔ ایضاً، صفحہ 17

[6] ۔ منصور پوری، سید سلیمان، رحمتہ للعالمین، مرکز الحرمین الاسلامی، فیصل آباد، اکتوبر 2007ء، 3/71

[7] ۔ منصور پوری، سید سلیمان، رحمتہ للعالمین، 3/69-70

[8] ۔ ایضا، صفحہ 71

[9] ۔ ایضا، 2/126

[10] ۔ ایضا 2/127-131

[11] ۔ ایضا، 2/348-363